SHABANA PERVEEN
Asst. Professor
Vaishali Mahila College, Hajipur (B.B.A, Bihar University, Muzaffarpur)
B.A (H) Part III (TANQUEED)

Topic: "KALEEMUDDIN AHMAD : EK MISALI NAQQAD"

B. A. III

Kalimuddin Ahmad: Ek Misali Naqqad

کلیم الدین احمد : ایک مثالی نقاد

اردو تنقید کی تاریخ میں حالی نے مغرب سے استفادہ کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا لیکن کلیم الدین احمد کی تنقید سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ مغرب میں تنقید کا کیا مذاق ہے۔ تخلیقات کو ادبی اصولوں کی بنیاد پر توجہ کی نظر سے دیکھنا اور ادب کے عالمی سرمایے کے آئینے میں ان کا جائزہ لینا کلیم الدین احمد کا اصل کارنامہ ہے۔ اپنے تنقیدی فیصلوں میں انھوں نے روایتی وضع داری نبھانے کے بجائے حقیقت پسندانہ بے باکی کا مظاہرہ کیا اردو تنقید کے لیے یہ چونکانے والی بات تھی۔ خاص طور پر مسلمہ شخصیات اور اصناف کی تاریخ پر گفتگو کرتے ہوئے کلیم الدین احمد کے سخت اور شدت کے ساتھ بیان کیے گئے، جملوں سے اردو کے ایوان تنقید میں ہنگامہ برپا ہوا۔ اختلافات کے باوجود کلیم الدین احمد کے ادبی رایوں کے خلوص، سچائی اور ذہانت کو مانا گیا۔ اور اسی لیے اردو تنقید میں انھیں ممتاز مقام عطا کیا گیا۔

کلیم الدین احمد کی تعلیم مغرب کی مشہور یونیورسیٹی کیمبرج میں ہوئی۔ انگریزی کے معروف اور اہم ناقد ایف ۔آر۔ لیوس کے وہ شاگردِ خاص تھے۔ انھوں نے لیوس کی نگرانی میں ہی ٹرائی پوس کیا۔ مغربی ادب کے بہترین تنقیدی سرمایے کا گہرا مطالعہ اور ممتاز اسکالر کی نگرانی میں تربیت کلیم الدین احمد کی تنقیدی شخصیت کی تشکیل میں نشان راہ رہے۔ اسی وجہ سے کلیم الدین احمد پر مغرب زدگی اور مرعوبیت کے اعتراضات کیے گئے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ وہ مشرقی شعرو 1

ادب پر کتنی گہری نظر رکھتے تھے۔ داستانوں سے لے کر اردو کی روایتی اصناف کا وہ جس گہرائی کے ساتھ تجزیہ کرتے ہیں اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے پاس مشرق ومغرب دونوں دھاروں کے علوم کا ذخیرہ موجود ہے۔

کلیم الدین احمد کی تنقیدی زندگی کا آغاز ''گل نغمہ'' کے پیش لفظ سے ہوتا ہے۔ جب وہ پہلی بار غزل کو ''نیم وحشی صنف شاعری'' کہتے ہیں۔ اس جملے کا ردعمل ابھی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ انھوں نے ''اردو میں تنقید کا وجود محض فرضی ہے'' کہہ کر ایک دوسرا ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ نظیرا کبرآبادی کو اردو کے شعری آسمان کا جب کلیم الدین احمد نے ''درخشندہ ستارہ'' قرار دیا تب بھی اردو کے ادبی حلقے میں کافی لے دے ہوئی۔ ''اقبال کا عالمی ادب میں کوئی مقام نہیں'' اور ''میر انیس ایک معمولی صنعت گر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ ان جیسی کئی اور ادبی رایوں پر اردو میں اب بھی چہ می گوئیاں جاری ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اب یہ کہنے والا کوئی نہیں ہے کہ کلیم الدین احمد نے صرف چونکانے کے لیے یہ باتیں کہی تھیں۔ کلیم الدین احمد کی تنقیدی تحریروں کو گہری سنجیدگی سے پڑھا جاتا ہے اور ان کی کتابوں اور نظریات سے روشنی لے کر تنقید کی کئی نسلیں سامنے آچکی ہیں۔

ترقی پسند ادب کے دور عروج میں کلیم الدین احمد نے ہم عصر شعراء اور ناقدین کی شہرت سے متاثر ہوئے بغیر ابتدائی دور میں بھی اپنے تنقیدی فیصلے کیے۔ فیض کی شاعرانہ اہمیت کا اقرار اور دوسرے کئی ترقی پسند شعراء کی بے جا اہمیت کے خلاف کلیم الدین کی رائے اب عام طور پر مان لی گئی ہے۔ ترقی پسند تحریک اور اس کی اشتعال انگیزی کے بارے میں کلیم الدین احمد کے تنقیدی فیصلے صحیح ثابت ہوئے اور بعد کے دور میں ترقی پسند ادیبوں کے درمیان توازن اور احتیاط کی جھلک دکھائی دی، اس کے پیچھے کلیم الدین احمد کی سخت تنقیدوں کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ بعض ناقدین یہ مانتے ہیں کہ اردو ادب پر ترقی پسندوں کے غیر ادبی معیاروں کے حملوں کا تنہا مقابلہ کلیم الدین احمد نے اپنی تنقیدات سے کیا اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ ترقی پسندوں کا طوفان بالآخر تھم گیا اور اس میں توازن پیدا ہوا۔

کلیم الدین احمد کی شہرت اولاً ان کی بے باکی کی وجہ سے ہوئی۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۲ء کے دوران ''گل نغمہ''، ''اردو شاعری پر ایک نظر''، ''اردو تنقید پر ایک نظر'' اور ''اردو زبان اور فنِ داستان گوئی'' جیسی کتابیں مختصر وقفے سے منظر عام پر آئیں۔ ادب کی تنقید میں شاید ہی یہ کبھی ممکن ہوا ہوگا کہ تمام اہل قلم ایک نوجوان لکھنے والے کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ کلیم الدین احمد کی عمر ۳۲، ۳۳ سال تھی۔ لیکن اردو کے بڑے لکھنے والوں، شاعروں، ادیبوں کی تحریروں پر ان کے بے لاگ اور سخت ترین اعتراضات اور پھر ان پر چھڑی بحث کی وجہ سے کلیم الدین احمد اپنی ابتدائی تحریروں کی ہی بدولت اردو تنقید کے مرکزی اسٹیج پر متمکن ہوگئے۔

اردو تنقید ابھی گومگو کا شکار تھی اور روایتی محبت داریوں کے ساتھ یہ مان لیا گیا تھا کہ ''خطائے بزرگاں'' کا اظہار مناسب نہیں لیکن کلیم الدین احمد نے اپنی ناقدانہ رائے کے اظہار میں، جس کی بنیاد دلیل اور تجزیوں پر تھی، میں

کوئی رعایت نہیں برتی۔ غالب، میر، اقبال، انیس اور دوسرے بڑے شاعروں کے بارے میں تجزیہ کر کے انھوں نے بتایا کہ ان کی خامیاں کیا ہیں۔ اہم اصناف سخن اور بالخصوص غزل کے بارے میں وضاحت کے ساتھ اپنی تنقیدی رائے رکھی۔ ''میری تنقید ایک باز دید'' میں پھر سے دہرایا کہ غزل کے تعلق سے میری پرانی رائے اب بھی قائم ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کلیم الدین احمد نے گول مٹول اور ''ہاں بھی''، ''نہیں بھی'' انداز کو نہیں اپنا کر اردو تنقید میں فیصلہ کن رجحان کو فروغ دیا۔

کلیم الدین احمد اردو کے پہلے ناقد ہیں جنھوں نے اپنی تنقید کو بھرپور مثالوں سے آراستہ کیا۔ اکثر نقاد کچھ اصولی نکتے طے کر کے اپنی بات کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ عام طور سے ایسی تنقید اصل تخلیق سے بے نیاز اور الگ تھلگ رہتی ہے اور تنقید نگار کی رائے دلیلوں کی کمی کی وجہ سے اکثر بے اعتبار ہو کر رہ جاتی ہے۔ کلیم الدین احمد نے پہلے دن سے ہی کوشش کی کہ جس تخلیق کو نشانۂ نقد بنانا ہے اس کے مکمل متن پر ان کی پوری گرفت ہو اور کسی نتیجے تک پہنچنے میں وہ تفصیل سے نبرد آزما ہیں۔ کبھی کبھی کلیم الدین احمد کی کتابوں میں مثالوں کی یلغار سے قارئین ہراساں ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسی تنقید کا فائدہ یہ ہے کہ پڑھنے والے کے لیے یہ بھی موقع ہوتا ہے کہ ناقد کی رائے کا خود بھی مثالوں کی مدد سے محاسبہ کرتا چلے۔ اسی وجہ سے کلیم الدین احمد کو اپنی تنقیدی رایوں میں وقت کے بدلنے کے ساتھ نہ کسی انقلابی تبدیلی کی ضرورت پڑی اور نہ ہی پڑھنے والوں کو ان کے اندازِ تنقید کو سمجھنے کے لیے تربیت چاہیے تھی۔

کلیم الدین احمد نے حالی پر لکھتے ہوئے ''مقدمہ شعر و شاعری'' کی نثر کی تعریف کی ہے۔ تنقیدی نثر کیسی ہو اور تخلیق کے سنجیدہ مطالعے میں کیسے اس کا استعمال ہو، اس موضوع پر انھوں نے بار بار اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ آل احمد سرور اور فراق گورکھپوری یا محمد حسن عسکری کی زبان کو تنقید کے لیے نامناسب قرار دینا بھی یہ بتاتا ہے کہ کلیم الدین احمد اردو تنقید میں کس زبان کے خواہاں تھے انھوں نے اپنی نثر بالکل سادہ لکھی ہے، عام بول چال کی زبان کو اہمیت دی۔ آرائش اور سجاوٹ کے لیے الگ سے کوشش نہیں کی۔ جملوں کو مختصر بنایا اور بولنے کی رفتار میں تیزی لائی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس شخص پر وہ لکھ رہے ہیں اس کے ساتھ محوِ کلام بھی ہیں۔ تنقیدی نثر کی یہ سادگی کلیم الدین احمد کی کتابوں کے پڑھنے والوں کی تعداد بہت آسانی سے بڑھائی گئی۔ ان کے ہم عصروں میں شاید ہی کسی ناقد کی مکمل کتابیں اس سہولت اور مستعدی سے پڑھی گئی ہوں گی۔

تنقید کی بنیاد اصول پر ہونی چاہیے اور ناقد کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنی تنقید کا اصولی چوکھٹا تیار کر لے پھر اس میں تخلیق کے مشتملات داخل کر کے طے کر دے کہ کیا ٹھیک اور کیا غلط ہے۔ چوکھٹا تیار کرنا اگر اصولی تنقید ہے تو تخلیق کے متن کی خوبیوں اور خامیوں کی جانچ عملی تنقید ہے۔ اکثر ناقدین ان میں سے کسی ایک شعبہ

3/5

کے اسیر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن کلیم الدین احمد ابتدائی زمانے سے ہی اصولی اور عملی تنقید کے درمیان ایک نقطۂ اتصال تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ سب سے پہلے شعر و ادب کو جانچنے کے لیے کچھ اصولی نکات قائم کرتے ہیں اور اسی آئینے میں اپنا تنقیدی دائرۂ کار مخصوص کرتے ہیں۔ پھر تخلیق سے ضروری مثالیں اخذ کر کے بہ تفصیل جانچ پرکھ کرتے ہیں۔ تنقید کے اسی اسلوب کے وہ قائل بھی ہیں۔ احتشام حسین کی تنقید کو وہ اس لیے مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ (احتشام حسین) اصول سازی کا کام جس مستعدی سے کرتے ہیں اسی تومندی کے ساتھ تخلیقات کے جسم و جان میں اترنے کی کوشش نہیں کرتے نتیجے کے طور پر تخلیقات کی قدر شناسی کا کام آدھا ادھورا رہ جاتا ہے۔

کسی ناقد کا یہ اولین فریضہ ہے کہ اپنی زبان کے بنیادی سوالات پر غور و فکر کرے اور جو مسائل لوگوں کو الجھا رہے ہوں، انھیں سمجھنے سمجھانے میں مدد کرے۔ اس طور پر حالی کے بعد کلیم الدین احمد پہلے ناقد ہیں جنھوں نے شعر و ادب کے بنیادی سوالات پر غور و فکر کرنے کی کوشش کی۔ الفاظ اور شاعری، اسلوب اور موضوع، ادب برائے ادب، ادب برائے زندگی، ادب اور اخلاق، ادب اور قومی زندگی، ادب اور سماج، ادب اور فرد کی زندگی، جیسے پریشان کن سوالات پر بار بار غور کرنے کے بعد کلیم الدین احمد نے اپنے نتائج سے ہمیں آگاہ کیا۔ یہ صحیح ہے کہ ان میں سے بیشتر سوالات پر اتفاق رائے شاید ہی ممکن ہو لیکن کلیم الدین احمد نے اپنے خیالات کی وضاحت سے کبھی گریز نہیں کیا۔

کلیم الدین احمد نے اپنے ابتدائی دور سے ہی یہ کوشش کی کہ اردو ادب کے تمام سرمایے کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ تنقید، شاعری اور داستان تین اصناف پر ان کی جو کتابیں آئیں، وہ اب بھی موضوع کا کلی محاکمہ کرنے کی وجہ سے اہمیت کی حامل ہیں۔ عملی تنقید کے اصول اور طریقۂ کار کو بنیاد بنا کر انھوں نے ایک مکمل کتاب "عملی تنقید" کے عنوان سے لکھ دی۔ اردو کے دو اہم شعرا اقبال اور میر انیس کے ادبی سرمایے کا الگ الگ جلدوں میں جائزہ لے کر انھوں نے اپنی رائے ظاہر کی شاد عظیم آبادی جیسے شعراء کے دواوین مرتب کر کے ان کا تنقیدی جائزہ لیا۔ شورش، عشق اور علی ابراہیم خاں خلیل کے گمشدہ تذکروں کو اپنے مقدمے کے ساتھ شائع کیا۔ تین جلدوں میں اپنی خود نوشت لکھی اور اپنی ادبی شخصیت کے فروغ کے اسباب اور محرکات روشن کیے۔ قدیم مغربی تنقید اور ادبی تنقید کے اصول جیسی کتابیں پیش کرنے کے بعد آخری زمانے میں اپنی تنقیدی زندگی کا "میری تنقید ایک بازدید" میں محاکمہ بھی کر دیا۔

تنقید کے لیے ایک مکمل شخصیت میں کیا ہونا چاہیے؟ کلیم الدین احمد کے تنقیدی کارناموں کا جائزہ ہمیں حیرت زدہ کر دیتا ہے کہ کسی ایک شخص نے کیسے منظم طریقے سے اتنا سب کام کر لیا ہوگا۔ یہی نہیں انھوں نے اپنی کتابوں کی ہر نئی اشاعت میں رد و بدل اور ترمیم و اضافہ بھی کیا۔ نتیجے کے طور پر "اردو شاعری پر ایک نظر" کی پہلی اشاعت اور ان کی زندگی میں آخری اشاعت کی ضخامت پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ یہ کتاب دوگنی سے بھی زیادہ ہوگئی۔ کلیم الدین احمد تازہ اطلاعات

اوراس دوران ابھرنے والے تخلیق کاروں اورناقدین کی تازہ اور پرانی نگارشات کا جائزہ بھی لیتے چلتے ہیں۔مثال کے طور پر''اردوتنقید پرایک نظر'' کی جب پہلی بار اشاعت ہوئی تواس وقت شمس الرحمٰن فاروقی کی عمرے برس کی تھی۔لیکن ۱۹۸۳میں اپنی موت سے پہلےکلیم الدین احمد نےاس کتاب پر جب آخری بار ترمیم واضافہ کیاتوشمس الرحمٰن فاروقی کی تنقید کے لیئے چالیس صفحات وقف کیے گئے۔اسی طرح آل احمد سرور کی بعد کی تحریروں کا الگ سے جائزہ لیتے ہوئے پرانے اعتراضات واپس لیے گئے ہیں۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلیم الدین احمد اپنے خیالات اوراپنی تحریروں کووقت کے بدلتے ہوئے آئینے میں رکھ کر دیکھنے کے قائل تھےاورخودکواپ ٹو ڈیٹ رکھنے کی بھرپورکوشش کرتے رہے۔کلیم الدین احمد کے اس ہنرکو ان کے ہم عصر ناقدین نےکبھی بھی نہیں اپنایا۔اور'مستند ہے میرا فرمایا ہوا' پر قائم رہے۔

اردوتنقید کی تاریخ میں ہمیں کوئی ایسی دوسری شخصیت نہیں ملتی جس کے تنقیدی کارناموں کی دنیااتنی وسیع ہو۔ قدیم یونانی تنقید سے لےکرتذکروں تک اور پھر جدیدیت کے علم بردارشمس الرحمٰن فاروقی تک!شاعری میں میرؔ وسوداؔ سے لےکرعلی سردارجعفری اورفیض تک''نوطرزمرصع'' سے لےکر''طلسم ہوش ربا''اور''بوستان خیال'' تک!تمام پہلوؤں پرکلیم الدین احمد کی گہری نظر ہے۔چینی اور جاپانی ادب،تنقید کی بھول بھلیاں،شاعروں کی نوک جھونک جیسے موضوعات پرکلیم الدین احمد کےعلاوہ شاید ہی کوئی لکھنے والا ملے۔

کلیم الدین احمد تنقید میں ایک ایسا سائنٹفک اسلوب استعمال میں لائے جسے بعد کے ناقدین اپنے لیے رہنما تسلیم کرتے ہیں۔آج کے زمانے کے سب سے ممتاز نقادشمس الرحمٰن فاروقی کے اندازنقد پرکلیم الدین احمد کی واضح پرچھائیوں سے انکارنہیں کیا جاسکتا۔آج کے ناقدین میں جدیداور یوروپی علوم کے ساتھ روایتی مطالعات کا جوشغف دکھائی دیتا ہے، وہ بھی کلیم الدین احمد کی پیروی میں ہے۔اردوتنقید کی تاریخ حالی کے بعد کسی بھرے پرے اور مکمل ناقد کی تلاش میں بڑھے گی تواسےکلیم الدین احمد تک جانا ہوگا۔

SAFDAR IMAM QUADRI